دل کی بات

پاکستان مزید تجربات کا متحمل نہیں

وطن عزیز کے قیام کے ساتھ ہی یہاں تجربات کی بھٹیاں جالو ہوئیں اور تا ایں دم یہ بھٹیاں چل رہی ہیں۔ ہمارے حکمرانوں اور سیاست دانوں نے گزشتہ اٹھاون سال ملک کی سیاسی، اقتصادی اور معاشی ترقی کے عنوان پر تجربات میں غارت کئے۔ تقریباً پینتیس برس فوجی جنتا حاکم رہی اور باقی عرصہ سیاسی و عبوری حکمرانوں کے حصے میں آیا۔ جنرل محمد ایوب خان، جنرل محمد یحییٰ خان، جنرل محمد ضیاء الحق اور اب جنرل پرویز مشرف نے اپنے اپنے تجربات سے وطن عزیز کی نظریاتی، سیاسی اور اقتصادی جڑیں کھوکھلی کیں تو سیاسی حکمرانوں نے بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ مارشل لاء، بنیادی جمہوریت، عام انتخابات، مجلس شوریٰ، غیر جماعتی عام انتخابات، بلدیاتی انتخابات، خود ساختہ اور من پسند سیاسی جماعت کی حکومت، روشن خیالی و اعتدال پسندی کا فروغ، افغان اور کشمیر پالیسی پر یوٹرن، پاک بھارت دوستی اور پاکستان کے ایٹمی پروگرام کی واپسی و پسپائی اتنے تجربات کے بعد بھی ملک ترقی کے زینے پر کھڑا ہونے کی بجائے تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے۔

ملک میں مارشل لاء ہو تو سیاسی عمل کی بحالی اور انتخابات کے انعقاد کی جدوجہد شروع ہو جاتی ہے اور سیاسی حکومت ہو تو مارشل لاء کے قیام کی سازشیں پروان چڑھنے لگتی ہیں۔ جنرل پرویز مشرف نے افغانستان کے حوالے سے جس روشن خیالی کو اختیار کیا' اس کے نتیجے میں کرزئی حکومت' پاکستان پر دراندازی اور دہشت گردی کا الزام مسلسل لگا رہی ہے۔ حتیٰ کہ جنرل پرویز نے گزشتہ دنوں یہ بیان دیا کہ افغان حکومت پاکستان پر الزامات کا سلسلہ بند کرے۔ ہم کرزئی حکومت کو مستحکم دیکھنا چاہتے ہیں۔ مسئلہ کشمیر پر گزشتہ اٹھاون سالہ مؤقف سے دستبرداری کے بعد جناب پرویز نے سات مختلف تجاویز پیش کیں اور یہ بھی کہا کہ ''کشمیر کا حل میرے اور من موہن کے پاس ہے۔ میں ابھی نہیں بتاؤں گا۔'' حریت کانفرنس (انصاری گروپ) کا جو وفد میر واعظ عمر فاروق کی قیادت میں گزشتہ ماہ پاکستان آیا' وہ بھی بغیر کسی نتیجہ کے زبانی جمع خرچ کر کے واپس چلا گیا۔ علی گیلانی اب تک پاکستان کے سابقہ مؤقف ''استصوابِ رائے اور حقِ خودارادیت'' پر ڈٹے ہوئے ہیں۔ پاکستان کی پارلیمانی کشمیر کمیٹی نے کہا ہے کہ کشمیر پر مختلف حکومتی تجاویز سے ابہام پیدا ہوا ہے۔ ہمیں ''استصواب رائے اور حق خودارادیت'' کے مؤقف پر قائم رہنا چاہیے۔ حکمران مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چودھری شجاعت حسین بھی اسی موقف پر قائم ہیں۔ جنرل صاحب اور ان کی حکومت دونوں کے مؤقف مختلف ہیں۔ بلدیاتی انتخابات کے انعقاد کے سلسلہ میں ۱۴۰ ارکان اسمبلی جن میں وزیر و مشیر بھی شامل ہیں' نے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ ضلعی ناظمین نے اربوں روپے کی کرپشن کی ہے۔ پہلے ان کا احتساب کیا جائے۔ حکومت کا حالیہ بجٹ عوام کش، مزدور شکن اور امراء کے تحفظ پر مبنی ہے۔ صدر و وزیر اعظم کا دعویٰ ہے کہ اس کے مثبت اثرات اور نفع عام آدمی تک پہنچ رہا ہے۔ حقیقتاً عوام پس رہے ہیں اور انہیں مہنگائی کے شکنجے میں مزید جکڑ دیا گیا ہے۔ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے فروغ اور دہشت گردی کے خاتمے کے عنوان سے جو پالیسیاں اختیار کی گئیں' ان کے نتیجے

میں افغانستان ہمارا دشمن بن گیا، کشمیری ہم سے مایوس ہوگئے، بھارت اپنے ''اٹوٹ انگ'' کے مؤقف پر بدستور قائم ہے۔ امریکی فرماں برداری میں شرمناک حد تک جانے کی وجہ سے ملکی سلامتی غیر محفوظ اور نظریاتی حیثیت مجروح ہوچکی ہے۔ پاکستان کو امریکہ کا غلام بے دام بنادیا گیا ہے۔ ابھی مزید تجربات جاری ہیں اور نہ جانے یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا۔ حکمران اتنے جری ہو چکے ہیں کہ امریکہ اور بھارت کے مقابلہ کی ہمت تو نہیں رکھتے مگر اللہ تعالیٰ کے مقابلے کے لیے مستعد وسرگرم ہیں۔ اے کاش! انہیں خیال آ جائے کہ ربّ ذوالجلال کی پکڑ بہت شدید ہے۔ اس کے غضب کا شکار ہوگئے تو امریکہ بچا سکے گا نہ کوئی اور۔ خدارا! ملک کو مزید تجربات کی سان پر نہ چڑھائیں۔ وطن عزیز اب اس کا متحمل نہیں۔ اللہ سے بغاوت کا راستہ چھوڑ کر اللہ کی اطاعت کا راستہ اختیار کرنے سے ہی ملک اور قوم کو سلامتی، فلاح اور ترقی حاصل ہوسکتی ہے۔

مفتی عتیق الرحمٰن اور مولانا ارشادالحق کی شہادت:

جمعرات ۲۳؍جون کو کراچی میں ممتاز عالم دین اور جامعہ بنوریہ کے استاذ الحدیث مفتی عتیق الرحمٰن صاحب نامعلوم دہشت گردوں کی فائرنگ سے شہید ہوگئے جبکہ ان کا نو سالہ بیٹا حماد اور دوست مولانا ارشادالحق شدید زخمی ہوئے۔ اگلے روز مولانا ارشادالحق بھی آخرت کو سدھار گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سانحہ پاکستان میں علماء حق کے قتل کی مستقل اور منظم منصوبہ بندی اور سازش کا حصہ ہے۔ افسوسناک امر یہ ہے کہ دہشت گردی کے خاتمے کی دعوے دار حکومت اس قتل وغارت گری پر خاموش تماشائی بنی ہوئی ہے۔ مفتی عتیق الرحمٰن اور مولانا ارشادالحق تو اپنے پیش رو شہداء سے جا ملے مگر ان کے جانے سے جو خلا پیدا ہوا' وہ پر ہونا مشکل ہے اور دینی حلقوں کو جو صدمہ اور زخم لگا ہے' اس کی تلافی نہیں ہوسکتی۔ مفتی صاحب ایک متبحر عالم دین، مؤثر خطیب، کالم نگار اور کامیاب معلم ومدرس تھے۔ وہ اتحاد امت کے فروغ اور فرقہ واریت کے خاتمے کے علم بردار تھے۔ انہیں راستے سے ہٹا کر دشمنوں نے ملک وقوم کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا ہے۔ اگر دہشت گرد یہ سمجھتے ہیں کہ وہ علماء کو قتل کرکے اسلام کی تعلیم وتبلیغ کا راستہ بند کردیں گے تو یہ ان کی بھول ہے۔ اسلام انہی شہیدوں کے خون کی برکت سے بڑھتا، پھیلتا اور پھولتا رہے گا اور علماء اسلام پوری جرأت واستقامت کے ساتھ تبلیغ اسلام کا مشن جاری رکھیں گے۔ کسی بھی حکومت نے آج تک علماء کے قاتلوں کو سزا نہیں دی۔ اب بھی حکمران بیان بازی کر کے عوام کے جذبات کو ٹھنڈا کرنے کی مذموم سعی کررہے ہیں۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ مفتی عتیق الرحمٰن اور مولانا ارشادالحق کے قاتلوں کو گرفتار کرکے عبرتناک سزا دی جائے۔

مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے اپنی جماعت کے تمام رفقاء کی طرف سے شہداء کے پسماندگان خصوصاً مولانا عبدالشکور مدظلہ، مولانا عبدالرحمٰن اور جامعہ بنوریہ کے مہتمم مفتی محمد نعیم صاحب سے اظہارِ تعزیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہم اس صدمے میں آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ نیز مفتی صاحب شہید کے فرزند عزیزم حماد کی صحت وسلامتی کے لیے دعا گو ہیں۔